نیو مسلم کے لیے نام تبدیل کرنا ضروری ہے؟

ریفرنس نمبر: Fsd-9030 تاریخ: 07-08-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر ایسا دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرتا ہے، تو اس کا نام تبدیل کر دیا جاتا ہے، تو کیا نیو مسلم کے لیے اسلام قبول کرنے کے بعد نام تبدیل کرنا ضروری ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

نام آدمی کی شخصیت کا نہایت اہم حصہ ہوتا ہے جس سے وہ پہچانا اور پکارا جاتا ہے، گھر خاندان اور معاشرے میں نام اس کی شناخت ہوتا ہے اور بہت دفعہ یہی نام انسان کے گھریلو ماحول، مذہب اور تہذیب کی عکاسی بھی کر رہا ہوتا ہے۔ دینِ اسلام چونکہ ہر شعبۂ زندگی میں کامل و مکمل رہنمائی عطا فرماتا ہے، تو ناموں کے حوالے سے بھی اسلام میں بڑی واضح تعلیمات موجود ہیں، احادیث طیبہ میں اچھے نام رکھنے کی ترغیبات اور بُرے ناموں کی ممانعت کے واضح ارشادات موجود ہیں، انہی تعلیمات میں سے یہ ہے کہ مسلمان ایسا نام نہ رکھے، جو قرآن و حدیث میں بیان نہ کیا گیا ہو، یا مسلمانوں میں رائج نہ ہو، نہ ہی وہ نام رکھے جو غیر مسلموں کے ساتھ خاص ہو، کیونکہ اس میں کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا پایا جاتا ہے اور مسلمان کو غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے، نیز ایسا نام جو معاذ اللہ! کفار کے ساتھ خاص ہو یا جس میں کفریہ معنی پایا جاتا

ہو، مسلمان کو رکھنے کی اجازت نہیں اور اگر پہلے سے کسی نے رکھ لیا ہو، تو اُس پر اسے تبدیل کرنا لازم ہے۔

اس تفصیل کے بعد پوچھی گئی صورت کی ممکنہ طور پر تین صورتیں ہو سکتی ہیں: (1) اگر نیو مسلم کا ایسا نام جو خاص غیر مسلموں کا شعار ہو اور اِنہی کے ساتھ خاص ہو، تو ایسا نام تبدیل کرنا ضروری ہے کہ مسلمان کو ایسا نام رکھنا شرعاً جائز نہیں۔ (2) وہ نام کفار کے ساتھ خاص تو نہ ہو، مگر اس کے معنی بُرے ہوں، اچھے نہ ہوں، تو اسے بھی تبدیل کر دینا چاہیے، کیونکہ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایسے ناموں کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے، (جیسا کہ تفصیلی احادیث نیچے آ رہی ہیں)۔ (3) وہ نام نہ غیر مسلموں کے ساتھ خاص ہو اور نہ ہی اس کے معنی میں کوئی خرابی ہو اور مسلمانوں میں رائج بھی ہو، تو ایسا نام بدلنا ضروری نہیں۔

یاد رہے! کسی غیر مسلم کا مسلمان ہونا اس کے نام بدلنے پر موقوف نہیں ہے، اگر کوئی شخص سچے دل سے اسلام قبول کر لے، نیز کفر و شرک کی چیزوں سے براءت کا اظہار کر دے، تو شرعاً وہ "مسلمان" ہے، اگرچہ اس نے اپنا نام نہ بدلا ہو۔

احادیث طیبہ میں اچھے نام رکھنے کی ترغیب ارشاد فرمائی گئی، جیسا کہ سنن ابو داؤد، سنن دارمی، سنن کبری للبیہقی، صحیح ابن حبان، وغیرہا کتب احادیث کی میں ایک حدیث پاک میں یوں ارشاد فرمایا: "عن أبي الدرداء، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسماء آبائكم، فاحسنوا أسماء كم" **ترجمہ:** حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بے شک بروزِ قیامت تم اپنے اور اپنے والدوں کے نام سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اپنے اچھے نام رکھو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسماء، جلد 2، صفحہ 334، مطبوعہ لاھور)

اسی طرح نبی کریم نے صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرمایا: "أول ما ينحل الرجل

ولده اسمه فليحسن أسمه" ترجمہ: آدمی اپنے بچے کو سب سے پہلا تحفہ اس کے نام کا دیتا ہے، لہٰذا اسے چاہیے اس کا اچھا نام رکھے۔

(کنز العمال، حرف النون، الباب السابع، جلد16، صفحہ423، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ)

اسی مفہوم کی ایک حدیث پاک کے تحت مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1391ھ / 1971ء) لکھتے ہیں: "اچھے نام کا اثر نام والے پر پڑتا ہے، **اچھا نام وہ ہے جو بے معنی نہ ہو، جیسے** بدھوا، تلوا، وغیرہ **اور فخر و تکبر نہ پایا جائے، جیسے** بادشاہ، شہنشاہ وغیرہ **اور نہ بُرے معنی ہوں جیسے** عاصی وغیرہ۔ بہتر یہ ہے کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام یا حضور عَلَیْہِ السَّلَام کے صحابہ عظام، اہلبیتِ اطہار رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ناموں پر نام رکھے، جیسے ابراہیم و اسمٰعیل، عثمان، علی، حسین و حسن وغیرہ عورتوں کے نام آسیہ، فاطمہ، عائشہ وغیرہ۔"

(مراٰۃ المناجیح، جلد5، صفحہ30، مطبوعہ ضیاء القرآن، پبلی کیشنز، لاہور)

نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بُرے ناموں کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے، جیسا کہ سنن ترمذی میں ہے: "عن عائشة، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يغير الاسم القبيح" ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ برے نام تبدیل فرما دیا کرتے تھے۔

(سنن الترمذی، کتاب الادب، باب في تغيير الاسماء، جلد2، صفحہ572، مطبوعہ لاہور)

ایسا نام جو خاص کفار رکھتے ہوں یا ان کی علامت اور پہچان ہو، مسلمان کو رکھنا جائز نہیں، لہٰذا اسے تبدیل کرنا ضروری ہے، چنانچہ علامہ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ قرطبی "الاستیعاب" میں، علامہ عزالدین ابن اثیر جزری "اسد الغابہ" میں اور علامہ ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ "الاصابة فی تمییز الصحابة" میں لکھتے ہیں، حضرت عبد العزیز بن بدر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں اپنی قوم کے ساتھ حاضر ہوئے، آپ صَلَّی اللہ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”ما اسمک؟قال: عبد العزی، فغیر علیه السلام اسمه، وسماه عبدالعزیز“ ترجمہ: تمہارانام کیاہے؟ عرض کی: عبدُ الْعُزّٰی (عزی ”کفار کے بت کانام“ کابندہ)۔ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ و سَلَّم نے آپ کانام بدل کر **عبدُالعَزِیز** (غالب وطاقتور کابندہ) رکھ دیا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد3، صفحہ1006، مطبوعہ دار الجیل، بیروت)

علامہ طَحْطاوی حنفی رَحمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1231ھ/1815ء) لکھتے ہیں: ”قسم یختص بالکفار... کجرجس وپطرس ویوحنا،... فھذا لایجوز للمسلمین التسمی به لما فیه من المشابھة“ ملخصاً ترجمہ: ناموں کی ایک قسم کفار کے ساتھ خاص ہے، جیسے جرجس، پطرس اوریوحنا، وغیرہ، لہٰذا اس قسم کے نام مسلمانوں کے لیے رکھنا جائز نہیں، کیونکہ اس میں کفار سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، ملخصاً، جلد2، صفحہ473، مطبوعہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”دسوندی نام کفّار ہنود سے ماخوذ ہے اور مسلمان کو ممانعت ہے کہ کافروں کے نام رکھے، ”کما صرحوا به فی التسمی بیوحنا، وغیرہ“ (جیسا کہ یوحنا نام رکھنے کے متعلق فقہاء نے تصریح فرمائی ہے)۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد23، صفحہ260، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر امامِ اہلِ سنّت رَحمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے سوال ہوا کہ: ”بکر نے اپنی اولاد کے نام تین زبانوں میں رکھ چھوڑے ہیں، عربی انگریزی، ہندی، ایک لڑکے کا مطیع الاسلام ہے، دوسرے کا پالس، لڑکی کا نام کنول دیوی، جو اس سے کہا جاتا ہے، تو کہتا ہے کہ زبان کا فرق ہے، مگر بُرے نہیں،“ تو آپ رَحمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”**یہ اس کا فعل شیطانی شیطانی حرکت ہے**۔ قال اللہ تعالٰی ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

الشَّیۡطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ﴾(یعنی)اے ایمان والو!اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔(القرآن الکریم،2/208)"

(فتاویٰ رضویہ، جلد24، صفحہ663، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

شریعت کی نظر میں کونسا نام بُرا ہے، اس حوالے سے اُصول بیان کرتے ہوئے علامہ ابو المَعَالی بخاری حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 616ھ /1219ء) لکھتے ہیں:"التسمية باسم لم يذكره الله تعالى في كتابه ولا ذكره رسول الله عليه السلام، ولا استعمله المسلمون تكلموا فيه، والأولى أن لا تفعل"ترجمہ: ایسانام رکھنا جس کا ذکر نہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں کیا ہو، نہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے (احادیث میں) کیا ہو اور نہ ہی مسلمانوں میں ایسانام مستعمل ہو، تو اس میں علماء کا اختلاف ہے اور بہتر یہ ہے کہ نہ رکھے۔

(المحیط البرھانی، کتاب الاستحسان، جلد5، صفحہ382، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

یونہی فتاوی عالمگیری، فتاوی شامی اور بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے۔

اسی طرح اوپر مراٰۃ المناجیح کے جزئیہ میں بیان ہوا کہ جو نام بے معنی ہو، جس میں فخر و تکبر پایا جاتا ہو اور جس کے معنی بُرے ہوں، وہ نام رکھنا بھی بُرا ہے۔

وہ بعض نام جو نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تبدیل فرمائے، صحیح مسلم، سنن ترمذی اور دیگر کتب احادیث میں ہے:"عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم غير اسم عاصية، وقال أنت جميلة"ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عاصیہ نام تبدیل کیا اور فرمایا: تم (تمہارا نام) جمیلہ ہو۔ (سنن الترمذی، کتاب الادب، جلد2، صفحہ572، مطبوعہ لاھور)

اس حدیث پاک کے تحت علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1014ھ /1605ء) لکھتے ہیں:"قال النووي: وفيه استحباب تغيير الاسم القبيح، كما يستحب تغيير

الأسامي المكروهة إلى حسن "ترجمہ: امام نووی رَحِمہ اللہُ تَعَالٰی نے فرمایا: اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ برے نام کو بدلنا مستحب ہے، جیسا کہ ناپسندیدہ ناموں کو اچھے ناموں میں تبدیل کرنا مستحب ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الاسامی، جلد 79، صفحہ 16، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

سنن ابو داؤد میں ہے: "قال أبو داود: وغيّر النبي صلى الله عليه وسلم اسم العاص وعزيز وعتلة وشيطان والحكم وغراب وحباب، وشهاب فسماه هشاما، وسمى حربا: سلما، وسمى المضطجع المنبعث، وأرضا تسمى عفرة سماها خضرة وشعب الضلالة سماه شعب الهدى، وبنو الزنية سماهم بني الرشدة، وسمى بني مغوية بني رشدة "ترجمہ: عظیم محدِّث امام ابو داود رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ و سَلَّم نے عَاص (گنہگار)، عَزِیز (غالب، طاقتور)، عَتَلَۃ (شدت اور سختی)، شیطان (ہلاک ہونے والا، بھلائی سے دور)، حَکَم (دائمی حکومت والا)، غُرَاب (کوا، دور نکل جانے والا) اور حُبَاب (شیطان کا نام، سانپ کی ایک قسم) کے نام تبدیل فرما دیئے اور شِہَاب (آگ کا شعلہ) کا نام ھِشَام (سخاوت)، حَرْب (جنگ) کا نام سَلْم (صلح) اور مُضْطَجِع (لیٹنے والا) کا نام مُنْبَعِث (اٹھنے والا) رکھا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، جلد 2، صفحہ 335، مطبوعہ لاھور)

اس کے تحت شیخِ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی حنفی بخاری رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1052ھ) لکھتے ہیں: "فكره التسمية بهذه الأسماء "ترجمہ: پس ان ناموں میں سے کوئی نام رکھنا مکروہ ہے۔

(لمعات التنقیح، باب الاسامی، جلد 8، صفحہ 109، مطبوعہ دار النوادر، دمشق)

ان سب جزئیات سے واضح ہوا کہ ایسا نام جس میں کفار سے مشابہت نہ بھی ہو، مگر وہ اچھا نہ ہو، تو اسے بھی بدل دینا چاہیے، جیسا کہ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ و سَلَّم نے تبدیل کر

دیئے تھے، البتہ ایسا نام جو مسلمان اور غیر مسلموں میں مشترک ہو، اسے تبدیل کرنا ضروری نہیں ہے، جیسا کہ: یحییٰ، عیسیٰ، سلیمان، وغیرہا، لہٰذا اگر کسی غیر مسلم کا ایسا نام ہو، تو اسلام قبول کرنے کے بعد اسے تبدیل کرنا ضروری نہیں، کیونکہ یہ دونوں کو رکھنا جائز ہے، چنانچہ ناموں کے حوالے سے تقسیم کاری بیان کرتے ہوئے علامہ طحطاوی حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: ”قسم یختص بالمسلمین وقسم یختص بالکفار وقسم مشترک ۔۔۔ والثالث: کیحیی و عیسی و ایوب و داود و سلیمان و زید و عمرو و عبد اللہ و عطیۃ و سلام، ونحوھا، فھذا لا یمنع منہ المسلمون ولا اھل الذمۃ“ ترجمہ: ناموں کی ایک قسم مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے، ایک قسم کفار کے ساتھ خاص ہے اور ایک قسم دونوں میں مشترک ہے ۔۔۔ یہ تیسری قسم کے نام، مثلاً یحییٰ، عیسیٰ، ایوب، داود، سلیمان، زید، عَمرو، عبد اللہ، عطیہ، سلام اور ان جیسے دیگر نام، تو (ان کا حکم یہ ہے کہ) یہ نام رکھنے سے نہ مسلمانوں کو روکا جائے گا اور نہ ہی غیر مسلموں کو۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، ملخصاً، جلد 2، صفحہ 473 مطبوعہ کوئٹہ)

اسی مقام پر علامہ طحطاوی حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ذکر کیا کہ وہ اسلامی نام جو مسلمانوں کے ساتھ خاص ہوں وہ غیر مسلم کو رکھنے کی اجازت نہیں، جیسا کہ محمد، احمد، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام علیھم الرضوان کے نام، مگر غیر مسلم نے رکھ لیا اور بعد میں اسلام قبول کر لیا، تو اب وہ نام جو اسے پہلے رکھنے کی اجازت نہیں تھی، اب رکھنے کی اجازت ہو گئی، لہٰذا اسے بھی تبدیل کرنے کی حاجت نہیں۔

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

01 صفر المظفر 1446ھ/07 اگست 2024ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.fatwaqa.com کے ذریعے کی جا سکتی ہے